مخلوق سے وہ اپنی خدمتیں تو لیتا ہے۔ لیکن ان کے سامنے سجدے کرکے، اللہ کی عظمت وکبریائی میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔ اس کا ایمان واعتقاد ہوتا ہے کہ اس کی پیشانی بجز دربار آلہی کے اور کسی کے سامنے نہیں جھک سکتی۔ میرے مسلم بھائیو! ذرا غور کرو کہ خدانخواستہ اللہ کی دی ہوئی وہ نعمت جسے ہم "توحید" کے لفظ سے یاد کرتے ہیں، کہیں اپنی بدعملیوں سے اس کی بے قدری تو نہیں کر رہے ہیں؟ دیکھو جس طرح زبان سے لا الٰہ الا اللہ پڑھکر توحید کا اعتراف کرتے ہیں ویسے ہی عملاً واعتقاداً بھی اس کی تصدیق کریں۔ کہ یہی اساس نجات اور بنیاد اسلام ہے ٭

حمد باریتعالیٰ اور اسکی برکتیں

(از مولوی ابوسعید عبدالغنی صاحب حامد امرتسری متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

سب تعریفیں اسی وحدہٗ لاشریک کیلئے زیبا ولائق ہیں جو تمام کائنات ارضی وسماوی کا خالق ومربی ہے وہی ایسا پروردگار ہے جو تمام اوصاف کمالیہ کا مجتمع وجامع ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ رحمت واسعہ اور اپنے فضل وکرم شفقت ومہربانی سے بنی نوع انسان کی رشد وہدایت فلاح وبہبودی اور صراط مستقیم پر گامزن کرنے کیلئے انبیا ورسل کو مبعوث کیا اور خصوصاً اپنے آخری نبی رسول برحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ حمد باریتعالیٰ کو آنحضرتؐ نے اسقدر اہمیت دی ہے کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں۔ کل امرٍ ذی بالٍ لم یبدأ بحمد اللہ فھو اقطع۔ یعنی ہر عظیم الشان کام جس کی ابتدا حمد خداوند قدوس سے نہ ہو وہ بے برکت اور ادھورا ہے اسی لئے سید الثقلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی وعظ ونصیحت پند وتذکیر یا کسی قسم کا خطبہ ارشاد فرماتے تو سب سے پہلے خدائے لایزال کی حمد وثنا بیان کرتے اپنے وعظ ونصیحت کو اس خطبہ (مسنونہ) سے شروع کرتے۔ الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ الخ ان کلمات میں خداوند قدوس کی حمد وثنا بیان کرنے میں اسقدر خیر کثیر برکت وتاثیر ہے کہ جو شخص ان کو آنحضرت سے بہ نیت حق جوئی عناد وسرکشی حسد وبغض سے کنارہ کش ہو کر کینہ وتعصب سے برطرف رہ کر سنتا تھا بیساختہ اس کے منہ سے صدائے توحید بلند ہو کر اس کو رسول مقبول کی رسالت اور خدائے عزوجل کی وحدانیت کا مقر کر دیتی تھی۔ اس دعوٰی کو دلیل سے مدلل اور براہین سے مبرہن کرنے کیلئے ایک واقعہ بیان کرتا ہوں اور اسی کو کافی ووافی سمجھتا ہوں جو کہ کتب تواریخ وتفاسیر میں مذکور ہے جب آنحضرتؐ کو نبوت اور رسالت کے زیور صافی سے مزین ومرصع کیا اور آپ کو خلعت نبوت سے نوازا۔ ہادی عالم بنا کر مبعوث کیا تو اس وقت تمام دنیا نے خصوصاً باشندگان عرب (جو کفر وشرک بدعت وضلالت کے امراض میں مبتلا ہو چکے تھے)۔ آنحضرتؐ کو رسول تسلیم کرنے کے بجائے آپکی تبلیغ کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیتے ہیں اور طرح طرح کے الزام آپ پر عائد کرتے ہیں۔

منجملہ ان الزامات کے جو رسول اللہ صلعم پر لگائے جاتے تھے ایک یہ بھی تھا کہ آپ مجنون اور دیوانے ہیں۔ اسی اثنا میں اطراف مکہ سے ایک ڈاکٹر آکر مکہ کی گلی کوچوں سے یہ اعلان کرتا ہوا نمودار ہوتا ہے کہ اگر کوئی مریض یا مجنون ہو

تو اس کا میں علاج کرنے کیلئے تیار ہوں جب یہ اعلان شقی القلب ابولہب سنتا ہے تو اس طبیب کو بارگاہ نبوی میں لاکر کہتا ہے کہ میرے بھتیجے کو دیوانہ پن ہوگیا ہے اس کا علاج کردو وہ طبیب سید المرسلین سے پوچھتا ہے کہ آپ کو کیا بیماری ہے شفیع المذنبین اپنے مرض کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ الحمد للہ الذی نحمدہ الخ۔

وہ طبیب کہتا ہے "قل لی مرۃ اخری" یعنی اے محمدؐ ان کلمات کو ایک مرتبہ اور کہئے جب آنحضرت ان کلمات کا دوبارہ اعادہ فرماتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ پھر کرر پڑھئے آنحضرت اس کے اصرار پر جب تیسری مرتبہ پڑھتے ہیں تو جس طرح کہ مقناطیس اپنی قوت کشش کی وجہ سے لوہے کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے ایسے ہی ان ملفوظات گرامیہ کی تاثیر و کشش اس کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے آخر اس خطبہ میں کیا اسپرٹ اور قوت جاذبہ تھی جس کی وجہ سے وہ طبیب بیساختہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہدیتا ہے اور اس کی آواز سے مکہ کی وادیاں گونج جاتی ہیں صرف یہی وجہ تھی کہ ان کلمات میں محسن حقیقی معبود ازلی و ابدی کی تحمید و تمجید تھی۔ باری تعالیٰ کے آستانہ جلال و جبروت کے سامنے سجدہ ریز ہوکر اپنے حزن و ملال اور غم و اندوہ کا مظاہرہ کرتے وقت اپنے قلب کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی دعاؤں کو پیش کرتے وقت بھی حمد باری تعالیٰ کا ہونا ضروری اور لابدی ہے اس کے بغیر در اجابت تک رسائی ناممکن ہی ہے۔ شمع رسالت کے پروانے غربا مہاجرین جنھوں نے مذہب اسلام کی خاطر اپنا تمام مال و اسباب تمام جائداد خدا کی راہ میں قربان کردی تھی۔ وطن مالوف کو بھی خیرباد کہدیا تھا۔ . . . .

. . . دربار نبوی میں حاضر ہوکر عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ذھب اھل الدثور بالدرجاتِ العلیٰ والنعیم المقیم۔ اے اللہ کے رسولؐ دولتمند اور متمول لوگ بلند درجات اور دائمی نعمتیں حاصل کرنے میں ہم پر سبقت اور فوقیت لے گئے۔ قَالَ مَاذَاکَ یعنی آپ نے فرمایا کس ذریعہ سے قالوا یصلون کما نصلی ویصومون کما نصوم یعنی نماز اور روزہ رکھنے میں تو ہم ان کے مساوی ہیں۔ لیکن یعتقون ولا نُعتِق ویتصدقون ولا نتصدق" ہم بسبب اپنے افلاس اور غربت کے . . . . . . غلام آزاد نہیں کرسکتے۔ اور نہ صدقہ کرسکتے ہیں۔ اور وہ غلام بھی آزاد کرتے ہیں صدقہ و خیرات بھی کرتے ہیں۔ آپ ان کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں لیکن تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جس کی وجہ سے تم ان پر فوقیت اور سبقت لے جاؤ۔ "قالوا بلیٰ" انھوں نے عرض کیا کیوں نہیں ضرور فرمائیے۔ آپ فرماتے ہیں۔ تحمدون وتکبرون وتسبحون دبر کل صلوۃ ثلاثاً وثلاثین مرۃ ہر نماز کے بعد ۳۳-۳۳ دفعہ الحمد للہ اللہ اکبر سبحان اللہ کہہ لیا کرو۔

فاطمۃ الزہرا سیدۃ النساء لختِ جگر محمد مصطفیٰؐ جن کی آمد پر آنحضورؐ مارے خوشی کے محبت و شفقت کے طور پر کھڑے ہوجاتے تھے۔ ان کو بھی آپ نے یہی وظیفہ بتایا تھا جبکہ انھوں نے چکی پیسنے کی مشقت آپ کے پاس بیان کی تھی کہ سوتے وقت یہ وظیفہ پڑھ لیا کرو۔ خدا تعالیٰ کے انعامات اور احسانات اسقدر لاتعداد اور لاتناہی ہیں کہ کوئی انسان ان کو شمار نہیں کرسکتا۔ جیساکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قل لوکان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا۔ یعنی اگر سمندروں کی روشنائی بنائی جائے تب بھی وہ خدا کے کلمات اور

نعمتوں کے لکھنے کیلئے ناکافی ہونگے۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے ولوان مافی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر مانفدت کلمات اللہ ان اللہ عزیز حکیم کہ اگر سات دریاؤں کی سیاہی بنادی جائے اور تمام روئے زمین کے درختوں کے قلم بنائے جائیں۔ پھر بھی یہ تمام دریا باوجود اپنی کثرت و بہتات کے خدا کے کلمات کے آگے کالعدم ہیں۔ دنیا کی تمام کائنات جمادات نباتات حیوانات سب ہی اسی کے محاسن و محامد بیان کرنے میں ہمہ تن منہمک ہیں ولکن لا تفقھون تسبیحھم۔ لیکن انسان اس کو نہیں سمجھ سکتا۔ جب چرند پرند کا یہ عالم ہے تو انسان کو تو جو اشرف المخلوقات ہے ہر وقت اس کی حمد وثنا میں رطب اللسان رہنا چاہیئے۔ جو کہ بہت بڑی خیر و برکت کا باعث ہے۔ حقیقت یہ ہے خدا کی تعریف مومن کی غذا ہے۔ خدا کے نیک بندے جب تک اس کو ادا نہیں کر لیتے بے چین رہتے ہیں دعا ہے خدا ہمیں بھی اس غذا کے ذائقہ سے ہم آشنا کرے آمین۔

فضائل قرآن مجید

(از مولوی عطاء اللہ صاحب نور پوری بیر بھومی متعلم رحمانیہ)

بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن المجید والفرقان الحمید۔ مسلمانو! خلاق عالم نے بنی نوع انسان کی اصلاح و ہدایت کیلئے مختلف زمانوں ومتفرق قرنوں میں متعدد نبی و رسول مبعوث فرمائے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر جتنے انبیاء کرام بنی نوع انسان کی اصلاح و ہدایت کیلئے بھیجے گئے ان کی تعداد تقریبًا ایک لاکھ چوبیس ہزار بتائی جاتی ہے غرضیکہ جتنے انبیاء کرام بنی نوع انسان کی اصلاح و ہدایت و رہنمائی کیلئے بھیجے گئے۔ ان میں سے بعض کو آسمانی کتابیں دی گئیں مثلاً اولوالعزم انبیاء کرام سے حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صحیفہ دیا گیا لیکن ہمارے نبی آخرالزماں سردار دو جہاں محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن پاک دیا گیا۔

الغرض ہر نبی کی شان و شوکت کے لحاظ سے من جانب اللہ ایک کتاب عطا ہوئی چونکہ ہمارے نبی تمام انبیاء علیہم السلام اولین وسابقین بلکہ تمام بنی نوع انسان کے سردار ہیں۔ اسلئے آپ کے شایان شان ایسی مقدس کتاب اتاری گئی جسکی فضیلت و بزرگی ان لفظوں کے ساتھ واضح کی گئی۔ ارشاد ہے لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل لرأیتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ وتلک الامثال نضربھا للناس لعلھم یتفکرون۔ یعنی اے پیغمبر اگر ہم اس قرآن مجید و فرقان حمید کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو خشیت و ہیبت کی وجہ سے پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور پھٹ پڑا ہوتا۔ اور جھک گیا ہوتا۔ ہم اس مثال کو اس واسطے بیان کرتے ہیں تاکہ لوگ سوچیں اور سمجھیں۔ مسلمانو! دیکھا آپ نے قرآن وہ عظیم الشان کتاب ہے اگر اللہ تعالیٰ اس کو پہاڑ پر نازل فرماتا۔ تو خوف کی وجہ سے پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔